128530-جشن عید میلاد النبی جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا رد

سوال

برائے مہربانی درج ذیل موضوع کے متعلق معلومات مہیا کریں :
عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع میں لوگ دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں، ان میں سے ایک گروہ تو کہتا ہے کہ یہ بدعت ہے کیونکہ نہ تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں منائی گئی اور نہ ہی صحابہ کے دور میں اور نہ تابعین کے دور میں.
اور دوسرا گروہ اس کا رد کرتے ہوئے کہتا ہے کہ : تمہیں جو کوئی بھی یہ کہتا ہے کہ ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یا پھر صحابہ یا تابعین کے دور میں پایا گیا ہے، مثلا ہمارے پاس علم رجال اور جرح و تعدیل نامی اشیاء ایسی ہیں اور ان کا انکار بھی کوئی شخص نہیں کرتا حالانکہ انکار میں اصل یہ ہے کہ وہ بدعت نئی ایجاد کردہ ہو اور اصل کی مخالف ہو.
اور جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل کہاں ہے جس کی مخالفت ہوئی ہے، اور بہت سارے اختلافات اس موضوع کے گرد گھومتے ہیں ؟
اسی طرح وہ اس کو دلیل بناتے ہیں کہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے جشن میلاد منانے کو صحیح کہا ہے، اس لیے آپ اس سلسلہ میں شرعی دلائل کے ساتھ حکم واضح کریں ؟

پسندیدہ جواب

اول :

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ علماء کرام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش میں اختلاف پایا جاتا ہے اس میں کئی ایک اقوال ہیں جنہیں ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں :

چنانچہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سوموار کے دن دو ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے.

اور ابن حزم رحمہ اللہ نے آٹھ ربیع الاول کو راجح قرار دیا ہے.

اور ایک قول ہے کہ : دس ربیع الاول کو پیدا ہوئے، جیسا کہ ابو جعفر الباقر کا قول ہے.

اور ایک قول ہے کہ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بارہ ربیع الاول کو ہوئی، جیسا کہ ابن اسحاق کا قول ہے.

اور ایک قول ہے کہ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش رمضان المبارک میں ہوئی، جیسا کہ ابن عبد البر نے زبیر بکّار سے نقل کیا ہے.

دیکھیں : السیرۃ النبویۃ ابن کثیر (199-200).

ہمارے علم کے لیے علماء کا یہی اختلاف ہی کافی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے اس امت کے سلف علماء کرام تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن کا قطعی فیصلہ نہ کر سکے، چہ جائیکہ وہ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے، اور پھر کئی صدیاں بیت گئی لیکن مسلمان یہ جشن نہیں مناتے تھے، حتی کہ فاطمیوں نے اس جشن کی ایجاد کی.

شیخ علی محفوظ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" سب سے پہلے یہ جشن فاطمی خلفاء نے چوتھی صدی ہجری میں قاہر میں منایا، اور انہوں نے میلاد کی بدعت ایجاد کی جس میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، اور علی رضی اللہ تعالی عنہ کی میلاد، اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی میلاد، اور حسن وحسین رضی اللہ تعالی عنہما، اور خلیفہ حاضر کی میلاد، منانے کی بدعت ایجاد کی، اور یہ میلادیں اسی طرح منائی جاتی رہیں حتی کہ امیر لشکر افضل نے انہیں باطل کیا.

اور پھر بعد میں خلیفہ آمر باحکام اللہ کے دور پانچ سو چوبیس ہجری میں دوبارہ شروع کیا گیا حالانکہ لوگ تقریبا اسے بھول ہی چکے تھے.

اور سب سے پہلا شخص جس نے اربل شہر میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایجاد کی وہ ابو سعید ملک مظفر تھا جس نے ساتویں صدی ہجری میں اربل کے اندر منائی، اور پھر یہ بدعت آج تک چل رہی ہے، بلکہ لوگوں نے تو اس میں اور بھی وسعت دے دی ہے، اور ہر وہ چیز اس میں ایجاد کرلی ہے جو ان کی خواہش تھی، اور جن وانس کے شیاطین نے انہیں جس طرف لگایا اور جو کہا انہوں وہی اس میلاد میں ایجاد کر لیا" انتہی

دیکھیں : الابداع مضار الابتداع (251).

دوم :

سوال میں میلاد النبی کے قائلین کا یہ قول بیان ہوا ہے کہ :

جو تمہیں کہے کہ ہم جو بھی کرتے ہیں اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا عہد صحابہ یا تابعین میں پایا جانا ضروری ہے "

اس شخص کی یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ ایسی بات کرنے والے شخص کو تو بدعت کے معنی کا ہی علم نہیں جس بدعت سے ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچنے کا بہت ساری احادیث میں حکم دے رکھا ہے؛ اس قائل نے جو قاعدہ اور ضابطہ ذکر کیا ہے وہ تو ان اشیاء کے لیے ہے جو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہیں یعنی اطاعت وعبادت میں یہی ضابطہ ہوگا.

اس لیے کسی بھی ایسی عبادت کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرنا جائز نہیں جو ہمارے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع نہیں کی، اور یہ چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہمیں بدعات سے منع کیا ہے اسی سے مستنبط اور مستمد ہے، اور بدعت اسے کہتے ہیں کہ : کسی ایسی چیز کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی جائے جو اس نے ہمارے لیے مشروع نہیں کی، اسی لیے حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے تھے :

" ہر وہ عبادت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرنے نے نہیں کی تم بھی اسے مت کرو"

یعنی : جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دین نہیں تھا، اور نہ ہی اس کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا تھا تو اس کے بعد بھی وہ دین نہیں بن سکتا"

پھر سائل نے جو مثال بیان کی ہے وہ جرح وتعدیل کے علم کی ہے، اس نے کہا ہے کہ یہ بدعت غیر مذموم ہے، جو لوگ بدعت کی اقسام کرتے ہوئے بدعت حسنہ اور بدعت سئیہ کہتے ہیں ان کا یہی قول ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے، بلکہ تقسیم کرنے والے تو اس سے بھی زیادہ آگے بڑھ کر اسے پانچ قسموں میں تقسیم کرتے ہوئے احکام تکلیفیہ کی پانچ قسمیں کرتے ہیں :

وجوب، مستحب، مباح، حرام اور مکروہ عزبن عبد السلام رحمہ اللہ یہ تقسیم ذکر کیا ہے اور ان کے شاگرد القرافی نے بھی ان کی متابعت کی ہے.

اور شاطبی رحمہ اللہ قرافی کا اس تقسیم پر راضی ہونے کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں :

" یہ تقسیم اپنی جانب سے اختراع اور ایجاد ہے جس کی کوئی شرعی دلیل نہیں، بلکہ یہ اس کا نفس متدافع ہے؛ کیونکہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی کوئی شرعی دلیل نہ ہو نہ تو نصوص میں اور نہ ہی قواعد میں، کیونکہ اگر کوئی ایسی شرعی دلیل ہوتی جو وجوب یا مندوب یا مباح وغیرہ پر دلالت کرتی تو پھر کوئی بدعت ہوتی ہی نہ، اور عمل سارے ان عمومی اعمال میں شامل ہوتے جن کا حکم دیا گیا ہے یا پھر جن کا اختیار دیا گیا ہے، چنانچہ ان اشیاء کو بدعت شمار کرنے اور یہ کہ ان اشیاء کے وجوب یا مندوب یا مباح ہونے پر دلائل دلالت کرنے کو جمع کرنا دو منافی اشیاء میں جمع کرنا ہے اور یہ نہیں ہو سکتا.

رہا مکروہ اور حرام کا مسئلہ تو ان کا ایک وجہ سے بدعت ہونا مسلم ہے، اور دوسری وجہ سے نہیں، کیونکہ جب کسی چیز کے منع یا کراہت پر کوئی دلیل دلالت کرتی ہو تو پھر اس کا بدعت ہونا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ ممکن ہے وہ چیز معصیت و نافرمانی ہو مثلا قتل اور چوری اور شراب نوشی وغیرہ، چنانچہ اس تقسیم میں کبھی بھی بدعت کا تصور نہیں کیا جا سکتا، الا یہ کہ کراہت اور تحریم جس طرح اس کے باب میں بیان ہوا ہے.

اور قرافی نے اصحاب سے بدعت کے انکار پر اصحاب سے جو اتفاق ذکر کیا ہے وہ صحیح ہے، اور اس نے جو تقسیم کی ہے وہ صحیح نہیں، اور اس کا اختلاف سے متصادم ہونے اور اجماع کو ختم کرنے والی چیز کی معرفت کے باوجود اتفاق ذکر کرنا بہت تعجب والی چیز ہے، لگتا ہے کہ اس نے اس تقسیم میں اپنے بغیر غور و فکر کیے اپنے استاد ابن عبد السلام کی تقلید و اتباع کی ہے.

پھر انہوں نے اس تقسیم میں ابن عبد السلام رحمہ اللہ کا عذر بیان کیا ہے اور اسے " المصالح المرسلۃ " کا نام دیا ہے کہ یہ بدعت ہے، پھر کہتے ہیں :

" لیکن اس تقسیم کو نقل کرنے میں قرافی کا کوئی عذر نہیں کیونکہ انہوں نے اپنے استاد کی مراد کے علاوہ اس تقسیم کو ذکر کیا ہے، اور نہ ہی لوگوں کی مراد پر بیان کیا ہے، کیونکہ انہوں نے اس تقسیم میں سب کی مخالفت کی ہے، تو اس طرح یہ اجماع کے مخالف ہوا " انتہی

دیکھیں : الاعتصام (152-153).

ہم نصیحت کرتے ہیں کہ آپ کتاب سے اس موضوع کا مطالعہ ضرور کریں کیونکہ رد کے اعتبار سے یہ بہت ہی بہتر اور اچھا ہے اس میں انہوں نے فائدہ مند بحث کی ہے.

عز عبد السلام رحمہ اللہ نے بدعت واجبہ کی تقسیم کی مثال بیان کرتے ہوئے کہا ہے :

" بدعت واجبہ کی کئی ایک مثالیں ہیں :

پہلی مثال :

علم نحو جس سے کلام اللہ اور رسول اللہ کی کلام کا فہم آئے میں مشغول ہونا اور سیکھنا یہ واجب ہے؛ کیونکہ شریعت کی حفاظت واجب ہے، اور اس کی حفاظت اس علم کو جانے بغیر نہیں ہو سکتی، اور جو واجب جس کے بغیر پورا نہ ہو وہ چیز بھی واجب ہوتی ہے.

دوسری مثال :

کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے غریب الفاظ اور لغت کی حفاظت کرنا.

تیسری مثال :

اصول فقہ کی تدوین.

چوتھی مثال :

جرح وتعدیل میں کلام کرنا تاکہ صحیح اور غلط میں تمیز ہو سکے ، اور شرعی قواعد اس پر دلالت کرتے ہیں کہ شریعت کی حفاظت قدر متعین سے زیادہ کی حفاظت فرض کفایہ ہے ، اور شریعت کی حفاظت اسی کے ساتھ ہو سکتی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے " انتہی.

دیکھیں : قواعد الاحکام فی مصالح الانام (173/2).

اور شاطبی رحمہ اللہ بھی اس کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں :

" اور عزالدین نے جو کچھ کہا ہے : اس پر کلام وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے ، اس میں سے واجب کی مثالیں اسی کے حساب سے ہیں کہ جو واجب جس کے بغیر واجب پورا نہ ہوتا ہو تو وہ چیز بھی واجب ہے جیسا اس نے کہا ہے چنانچہ اس میں یہ شرط نہیں لگائی جائیگی کہ وہ سلف میں پائی گئی ہو ، اور نہ ہی یہ کہ خاص کر اس کا اصل شریعت میں موجود ہو ؛ کیونکہ یہ تو مصالح المرسلہ کے باب میں شامل ہے نہ کہ بدعت میں " انتہی.

دیکھیں : الاعتصام (157-158).

اور اس رد کا حاصل یہ ہوا کہ :

ان علوم کو بدعت شرعیہ مذمومہ کے وصف سے موصوف کرنا صحیح نہیں ، کیونکہ دین اور سنت نبویہ کی حفاظت والی عمومی شرعی نصوص اور شرعی قواعد سے ان کی گواہی ملتی ہے اور جن میں شرعی نصوص اور شرعی علوم (کتاب وسنت) کو لوگوں تک صحیح شکل میں پہچانے کا بیان ہوا ہے اس سے بھی دلیل ملتی ہے.

اور یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ : ان علوم کو لغوی طور پر بدعت شمار کیا جا سکتا ہے ، نا کہ شرعی طور پر بدعت ، اور شرعی بدعت ساری مذموم ہی ہیں ، لیکن لغوی بدعت میں سے کچھ تو محمود ہیں اور کچھ مذموم.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" شرعی عرف میں بدعت مذموم ہی ہے ، بخلاف لغوی بدعت کے ، کیونکہ ہر وہ چیز جو نئی ایجاد کی گئی اور اس کی مثال نہ ہو اسے بدعت کا نام دیا جاتا ہے چاہے وہ محمود ہو یا مذموم " انتہی

دیکھیں : فتح الباری (253/13).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے :

" البدع یہ بدعۃ کی جمع ہے ، اور بدعت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کی پہلے مثال نہ ملتی ہو ، لہذا لغوی طور پر یہ ہر محمود اور مذموم کو شامل ہوگی ، اور اہل شرع کے عرف میں یہ مذموم کے ساتھ مختص ہوگی ، اگرچہ یہ محمود میں وارد ہے ، لیکن یہ لغوی معنی میں ہوگی " انتہی

دیکھیں : فتح الباری (340/13).

اور صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب نمر 2 حدیث نمبر (7277) پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تعلیق پر شیخ عبد الرحمن البراک حفظہ اللہ کہتے ہیں :

" یہ تقسیم لغوی بدعت کے اعتبار سے صحیح ہے، لیکن شرع میں ہر بدعت گمراہی ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" اور سب سے برے امور دین میں نئے ایجاد کردہ ہیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے "

اور اس عموم کے باوجود یہ کہا جائز نہیں کہ کچھ بدعات واجب ہوتی ہیں یا مستحب یا مباح، بلکہ دین میں یا تو بدعت حرام ہے یا پھر مکروہ، اور مکروہ میں یہ بھی شامل ہے. جس کے متعلق انہوں نے اسے بدعت مباح کہا ہے : یعنی عصر اور صبح کے بعد مصافحہ کرنے کے لیے مخصوص کرنا " انتہی

اور یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں کسی بھی چیز کے کیے جانے کے اسباب کے پائے جانے اور موانع کے نہ ہونے کو مد نظر رکھنا چاہیے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد اور صحابہ کرام کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت یہ دو ایسے سبب ہیں جو صحابہ کرام کے دور میں پائے جاتے تھے. جس کی بنا پر صحابہ کرام آپ کا جشن میلاد منا سکتے تھے، اور پھر اس میں کوئی ایسا مانع بھی نہیں جو انہیں ایسا کرنے سے روکتا.

لہذا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام نے جشن میلاد نہیں منایا تو یہ علم ہوا کہ یہ چیز مشروع نہیں، کیونکہ اگر یہ مشروع ہوتی تو صحابہ کرام اس کی طرف سب لوگوں سے آگے ہوتے اور سبقت لے جاتے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" اور اسی طرح بعض لوگوں نے جو بدعات ایجاد کر رکھی ہیں وہ یا تو عیسی علیہ السلام کی میلاد کی طرح عیسائیوں کے مقابلہ میں ہیں، یا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم میں اللہ سبحانہ وتعالی اس محبت اور کوشش کا تو انہیں اجر و ثواب دے گا نہ کہ اس بدعت پر کہ انہوں نے میلاد النبی کا جشن منانا شروع کر دیا حالانکہ آپ کی تاریخ پیدائش میں تو اختلاف پایا جاتا ہے اور پھر کسی بھی سلف نے یہ میلاد نہیں منایا، حالانکہ اس کا مقتضی موجود تھا، اور پھر اس میں مانع بھی کوئی نہ تھا.

اور اگر یہ یقینی خیر و بھلائی ہوتی یا راجح ہوتی تو سلف رحمہ اللہ ہم سے زیادہ اس کے حقدار تھے؛ کیونکہ وہ ہم سے بھی زیادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرتے تھے، اور آپ کی تعظیم ہم سے بہت زیادہ کرتے تھے، اور پھر وہ خیر و بھلائی پر بھی بہت زیادہ حریص تھے.

بلکہ کمال محبت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم تو اسی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کی جائے، اور آپ کا حکم تسلیم کیا جائے، اور ظاہری اور باطنی طور پر بھی آپ کی سنت کا احیاء کیا جائے، اور جس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس کو نشر اور عام کیا جائے، اور اس پر قلبی لسانی اور ہاتھ کے ساتھ جھاد ہو.

کیونکہ مہاجر و انصار جو سابقین و اولین میں سے ہیں کا بھی یہی طریقہ رہا ہے اور ان کے بعد ان کی پیروی کرنے والے تابعین عظام کا بھی " انتہی

دیکھیں : اقتضاء الصراط (294-295).

اور یہی کلام صحیح ہے جو یہ بیان کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تو آپ کی سنت پر عمل کرنے سے ہوتی ہے، اور سنت کو سیکھنے اور اسے نشر کرنے اور اس کا دفاع کرنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور صحابہ کرام کا طریقہ بھی یہی رہا ہے.

لیکن ان بعد میں آنے والوں نے تو اپنے آپ کو دھوکہ دیا ہوا ہے، اور اس طرح کے جشن منانے کے ساتھ شیطان انہیں دھوکہ دے رہا ہے، ان کا خیال ہے کہ وہ اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں، لیکن اس کے مقابلہ میں وہ سنت کے احیاء اور اس پر عمل پیرا ہونے اور سنت نبویہ کو نشر کرنے اور پھیلانے اور سنت کا دفاع کرنے سے بہت ہی دور ہیں.

سوم :

اور اس بحث کرنے والے نے جو کلام ابن کثیر رحمہ اللہ کی طرف منسوب کی ہے کہ انہوں نے جشن میلاد منانا جائز قرار دیا ہے، اس میں صرف ہم اتنا ہی کہیں گے کہ یہ شخص ہمیں یہ بتائے کہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ بات کہاں کہی ہے، کیونکہ ہمیں تو ابن کثیر رحمہ اللہ کی یہ کلام کہیں نہیں ملی، اور ہم ابن کثیر رحمہ اللہ کو اس کلام سے بری سمجھتے ہیں کہ وہ اس طرح کی بدعت کی معاونت کریں اور اس کی ترویج کا باعث بنیں ہوں.

واللہ اعلم.